قساوت قلبی کے اصلاح کے عملی طریقے

ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
مشیر شرعی برائے مجلس اعلی امور اسلامی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: قساوت قلب کے اصلاح کے عملی طریقے

نام مصنف: ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

صفحات: ۴۵

قیمت:

سن اشاعت:

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ..

مقدمہ ....

پہلا مطلب : قساوت قلبی کی اصلاح کیلئے محاسبہ نفس ضروری ہے .

محاسبہ کی لغوی و اصطلائی تعریف.........................

دوسرا محاسبہ کی اہمیت ....

تیسرا محاسبہ کا موضوع ....

چوتھا محاسبہ کے درجات ....

پانچواں .... محاسبہ کے مراحل

پہلا مرحلہ .... عمل سے پہلے محاسبہ

دوسرا مرحلہ________________________ عمل کے دوران محاسبہ

تیسرا مرحلہ.. عمل کے بعد محاسب

چھٹا محاسبہ کے اوقات..

دوسرا مطلب : مؤاخذہ نفس قساوت قلبی کی اصلاح کیلئے ضروری ہے

پہلا مؤاخذہ کی تعریف..

دوسرا مؤاخذہ نفس کی شرعی حیثیت وأہمیت ....

تیسرا مؤاخذہ میں اعتدال ....

چوتھا مؤاخذہ نفس کے عملی طریقے............................

خلاصہ ....

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، و الصلاة و السلام على سيدنا محمد آله و صحبه، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين أما بعد!

اصلاً تو اپنی طرف سے اور نیابتاً **مجلس الأعلى للشؤن الإسلامية** کی طرف سے عالم اسلام کو عموماً اور سلطنت بحرین کے باشیوں کو خصوصاً عیدالاضحیٰ کی دسویں تاریخ کے مبارک موقع پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، کیونکہ یہ مواقع انسان کو اللہ سے قربت اور اس کی خوشنودی کے حصول کی طرف مزید آمادہ کرنے والے ہوتے ہیں، تاکہ ہر مسلمان عیدگاہ سے اس حال میں لوٹے کہ اس کا دل گناہوں سے تائب ہو کر بالکل صاف وشفاف ہو کر بالکل ویسے ہی جیسے کہ اس کی ماں نے اسی دن اس کو جنا ہو، اسی مبارک موقع پر ہم آپ کی خدمت میں "**قضايا اجتماعية اسلامية**"، "مسلم معاشرتی مسائل" کی آخری کڑی کا انیسواں شمارہ پیش کر رہے ہیں جیسے شؤن اسلامیہ بحرین کے مشیر ڈاکٹر صلاح الدین عبدالحلیم سلطان پیش کر رہے ہیں "جو قساوت قلبی کی اصلاح کے عملی طریقے" کے نام سے موسوم ہے اس امید کے ساتھ کہ شاید یہ کتاب ہمارے قارئین کرام کی توجہ کا مرکز بن سکے، جو ہمارے دلوں کی شفافیت اور نفس کی اصلاح کا سبب ہو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **{و من يؤمن بالله يهد قلبه و الله بكل شيئ عليم}** (سورہ تغابن، آیت: ۱۱)۔

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت نصیب فرمائے گا اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے، اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

عبداللہ بن خالد آل الخلیفہ
رئيس المجلس الأعلى للشؤن الإسلامية
ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ

تقدیم

الحمد لله غافر الذنب و قابل التوب شديد العقاب ذي الطول لا إله إلا هو إليه المصير، و الصلاة و السلام على آله سيد الخلق، و حبيب الحق سيدنا محمد و على آله و أصحابه الأبرار الميامين و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين أما بعد:

ہماری نگاہوں سے ''قسادت قلبی کے اصلاح کے عملی طریقے ''**الوسائل العملية لاصلاح قسوة القلوب**'' کا پہلا اور دوسرا حصہ تنہائی میں توبہ واستغفار کر کے اور اپنے آپ کو پابندیوں سے آراستہ کر کے گذر چکا اور اب یہ اس کا تیسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے تا کہ ان طریقوں کا اہتمام محاسبہ اور موآخذہ نفس پر ہو ایسی ضروری پیش بندی کے طور پر کہ کوئی ایک دوسرے سے بے نیاز نہ رہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ عزم مصمم کے ساتھ نفس کا محاسبہ ومؤاخذہ ہی امیدوں کو حقائق میں تبدیل کرنے کا واحد راستہ ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایک کی حقیقت اور ان دونوں کی اہمیت اور شریعت میں اس کی حیثیت کو پیش کروں، لیکن پھر مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ یہ محاسبہ تعبدی احکامات پر توجہ دے کر اجتماعیت سے صرف نظر کر کے انفرادی نجات میں نہ تبدیل ہو جائے، اور اس کے نتیجے میں ہمارے گرد وپیش کے خاندان اعزہ واقارب پڑوسیوں، معاشرہ، وطن امت اور دنیا کے ساتھ یومیہ معاملات میں غفلت برتنے لگیں جبکہ یہی چیزیں دین میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اس طور سے کہ یہ دین تمام مذاہب پر غالب ہے اور یہ امت تمام نوع انسانیت پر گواہ ہے، یہ شیطان کی طرف سے ایک طرح سے بہلاوا ہے بایں طور سے کہ صوفی اپنے آپ کو شخصی اور اوراد واذکار میں محدود کر کے عوامی ذمہ داریوں سے کنارہ کش

ہوجائے، یہ درحقیقت شیطان کی طرف سے صوفی کو گمراہ کرنے اور دنیا کو پستی تاریکی اور بگاڑ میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہے، اس کا مقتضا تو یہ ہیکہ ہم محاسبہ نفس قرآن کی روشنی میں طے کریں، ارشاد باری ہے :

{وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ} (سورۃ الواقعۃ، آیت: ۷۔۱۱)۔

ترجمہ: اور تم ہوجاؤ تین قسم پر، پھر داہنے والے، کیا خوب ہیں داہنے والے، اور بائیں والے، اور کیا خوف ہیں بائیں والے، اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے، وہ لوگ ہیں مقرب۔

تا کہ ہر شخص اپنے لئے جو درجے اور مرتبے چاہے حاصل کرلے اس لئے میں مجبور ہوا کہ بعض علماء کرام کے یہاں محاسبہ ومؤاخذۂ نفس میں غلو کی جو شکلیں ہیں جس سے یا تو انسان اپنے نفس ہی کو ہلاک کردیتا ہے یا بالکل لاغر کرکے رکھ دیتا ہے جو سراسر مقاصد شریعت کے خلاف ہے لہذا نفس کی لغزشوں کے معاملہ میں حسب وعدہ جیسا کہ ہم نے عنوان میں وعدہ کیا تھا میرے لئے ضروری تھا ایک عملی نقشہ پیش کروں جو محاسبہ یا مؤاخذہ نفس میں افراط وتفریط کے مابین اعتدال کی راہ ہو۔

اور سچ تو یہ ہیکہ ہم ہمیشہ اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ ہمیں بھلائیوں کا الہام فرماتا رہے تا کہ کلمات کو حقائق میں اور آلام ومصائب کو امیدوں اور اعمال میں اور سختی کو نرمی وشفقت میں ناراضگی کو رضامندی میں تبدیل کردوں اور ہمیں اپنے رب پر اس درجہ اعتماد وبھروسہ ہو کہ جب کبھی ہم اپنے رب کریم کی طرف رجوع کریں گے تو اس کے کرم اس کا عفوہ ودرگزر اور اس کا فضل ہم جیسوں کو ناکام ونامراد واپس نہیں کرے گا، وہ پاک ذات ہے :

{**الغفور الودور ذو العرش المجيد فعال لما يريد**} (سورۂ بروج: ۱۴۔۱۵)۔

ترجمہ: بہت ہی معاف کرنے والا بہت ہی زیادہ محبت کرنے والا اور جو چاہتا ہے وہ کر گزرنے والا ہے، اور وہ کیا ہی بہتر مولیٰ ہے اور کیا ہی بہتر مدد کرنے والا ہے، اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

الرفاع البحرین

۱۰/۱۱/۱۴۲۹ھ

مطلب اول:

قساوت قلبی کی اصلاح کیلئے محاسبہ نفس ضروری ہے

۱۔محاسبہ نفس کی لغوی واصطلاحی تعریف

لغوی اعتبار سے محاسبہ مفاعلہ کا مصدر جس کا ماضی حاسب مضارع یحاسب ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں لہذا ہر گنی ہوئی چیز کو محسوب کہہ سکتے ہیں۔

ابن منظور کہتے ہیں المحاسبہ عدک الشیء یعنی تمہارا کسی چیز کو شمار کرنا، رہی اصطلاحی تعریف تو اس میں علماء کرام نے درجہ ذیل طریقہ پر تھوڑی تفصیل ذکر کی ہے۔

۱۔ ماوردی محاسبہ کا معنی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں انسان سے دن میں جو اعمال سرزد ہوں رات میں اس کا جائزہ لے، اگر وہ اعمال اچھے ہوں تو اسی طرح کا عمل جاری رکھے اور اگر برے ہوں تو اس کی تلافی کرے اور آئندہ اس طرح کا عمل کرنے سے باز آئے۔

۲۔الحارث المحاسبی نے اس کی تعریف یوں کی ہے کسی کام کو انجام دینے سے پہلے تمام حالات کا جائزہ لینا لہذا اگر اس جائزہ میں ایسی بات منکشف ہو جس سے اللہ کی ناراضگی ہوئی ہو تو اس سے باز آنا، اور فرائض کے چھوڑنے سے نفس کو روکنا اور اس کی ادائیگی میں جلد بازی کرنا۔

۳۔ جہاں تک تعلق ہے ابن القیمؒ کا تو اس کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ محاسبۂ نفس کا مطلب یہ ہیکہ بندہ سب سے پہلے یہ غور کرے کہ اللہ کا اس پر کیا حق ہے پھر دوسرے نمبر پر یہ دیکھے کہ اس نے اس کو اسی طرح انجام دیا جو اس کے لیے مناسب تھی۔

ان قریب المعنی تعریفات کے ساتھ اس ضمن میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ

محاسبہ قساوت قلبی کی اصلاح کے عملی تدابیر کا ایک جز ہے یعنی توبہ کرنا اپنے کو حدود و قیود کا پابند بنانا مجاہدہ اور مؤاخذہ کرنا، اور میں اسی تعریف کو پسند کرتا ہوں یعنی جو افکار و خیالات یا اعمال و افعال ہم کرتے ہیں یا جن کے کرنے کا ہم نے اپنے آپ کو پابند بنایا ہے یعنی اوامر کو اختیار کرنا اور منہیات کو چھوڑنا اور نفس کا محاسبہ کرنا، اس امید کے ساتھ کہ اللہ کی شریعت کے مطابق نفس خاندان، معاشرہ اور قوم اللہ کے رنگ میں رنگ جائے۔

ان تعریفات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ محاسبہ کا محل نفس ہے اور اس کا موضوع افکار اقوال اور افعال ہیں اور محاسبہ کو پابندیوں سے جوڑنا ہے اور اس کا معیار شرعی اوامر و نواہی ہیں اس کا مقصد اللہ کے رنگ میں رنگنا اور اس کے جوانب نفس، خاندان معاشرہ اور قوم ہیں اس خواہش کے ساتھ کہ محاسبہ نفس انفرادی نجات تک ہی محدود نہ رہے اور اس کے نتیجے میں ہماری پوری امت اسلامیہ ضائع ہو جائے۔

۲ــ محاسبہ کی اہمیت

محاسبہ کی اہمیت بہت سے پہلوؤں سے واضح ہوتی ہے ان میں سب سے اہم درج ذیل ہیں۔

۱ــ محاسبہ ایک شرعی فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **{یا أیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغدٍ}** (سورہ حشر، آیت: ۱۸)۔

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اللہ سے ڈرو، اور چاہیئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے اور اس کے چھوڑنے پر اللہ کی وعید ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون} (الأنبیاء آیت: ۱)۔

ترجمہ: اور لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور بے خبر ٹلا رہے ہیں۔

۲ــ نجات کی راہ مسلسل محاسبہ سے مربوط ہے، ارشاد باری ہے: **{فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ**

رَاضِيَةٍ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ} (سورۃ الحاقۃ، آیت:۱۹—۲۲)۔

ترجمہ: سوجس کو ملا اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے **لیجیو** پڑھیو میرا لکھا، میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب سو وہ ہیں من مانتے گزران میں اونچے باغ میں جس طرح جنہم کی راہ نفس کو بے مہار چھوڑنے اور اس کے محاسبہ سے غفلت برتنے کی طرف سے گذرتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :{اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا اِلاَّ حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا} (سورۃ النباء:۲۱۔۲۷)۔

ترجمہ: بیشک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا ٹھکانا، رہا کریں اس میں قرنوں، نہ چکھیں وہاں کچھ مزہ ٹھنڈک اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ، بدلہ ہے پورا، ان کو توقع نہ تھا حساب کی۔

یہ نصوص قطعیہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ محاسبۂ نفس جہنم سے خلاصی اور رب کی خشنودی کے حصول اور جنت میں اعلیٰ مقام کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔

۳— اللہ کے تمام اچھے ناموں میں الحسیب بھی ہے جس کے معنی شمار کرنے والے کے ہیں یعنی وہ ہر چیز کو شمار کررہا اور اس کی صفات میں سے ہے کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے، یعنی وہ ہر چیز کو شمار کرتا ہے اور اس پر ہمارا محاسبہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :{لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا} (سورۂ مریم:۹۴—۹۵)۔

ترجمہ: اس کے پاس ان کی شمار ہے اور گن رکھی ہے ان کی گنتی اور ہر ایک ان میں آئے گا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا۔

ہمارے لئے کچھ فرشتوں کو مخصوص کردیا جو ہماری ہر چیز کو شمار کرتے رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :{کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون} (سورہ انفطار، آیت:۱۱—۱۲)۔

ترجمہ: عزت والے لکھنے والے، وہ جانتے ہیں جوتم کرتے ہو۔

چنانچہ جب قیامت کا دن ہوگا تو باریک حساب ہمیں نظر آئے گا، کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے :{وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا}(سورۃ الکہف:۴۹)۔

ترجمہ: اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں آ گئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر۔

۴۔ واقعہ یہ ہے کہ کوئی بھی گھر ادارہ کمپنی یا حکومت راہ راست پر بغیر محاسبہ کے چل ہی نہیں سکتی ہر انسان آمدنی اور خرچ پر نگاہ رکھتا ہے، تاکہ بیوی یا کمپنی کے شرکاء یا ذمیدار جیبوں کے خالی ہونے یا خزانہ کی کمی یا ادارہ کے افلاس کی وجہ سے کسی واقعۂ ناگہانی سے دوچار نہ ہوجائیں۔

انسان اگر دنیا میں مکمل طور پر خسارہ کا شکار ہوتو اس کی حیثیت اللہ کے مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ اس کی تلافی ہوجائے اور افلاس ومحتاجی مالداری میں تبدیل ہوجائے۔

لیکن جس طرح جوانی ختم ہونے کے بعد تلافی دشوار ہے اسی طرح عمر جب گزر جائے اور مال جب فنا ہوجائے اور علم جب بھول جائے تو ان میں سے کسی چیز کی تلافی بعد میں نہیں ہوسکتی، ابویعلی شداد بن اَوس رضی اللہ عنہ کی روایت اپنی سند سے ذکر کی ہے فرماتے ہیں :"قال :قال رسول الله ﷺ الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، والعاجز من اتبع نفسه هواها ثم تمنى على الله، ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر الموت والاستعداد له" (جلد ۲، صفحہ ۱۴۲۳)۔

کہ سمجھدار وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد کے لئے عمل کرتا رہے، اور عاجز وہ ہے جو اپنے ہوا وہوس کی اتباع کرے، پھر اللہ سے اچھی امید باندھے لہذا دنیا وآخرت میں کوئی کامیابی اور قساوت قلبی کا کوئی علاج اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک انسان مسلسل اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرتا رہے۔

۵ــ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب تک انسان اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہتا ہے وہ بھلائی میں رہتا ہے اور ان میں سب سے اہم محاسبہ ہے۔

۶ــ ابن القیمؒ نے **إغاثة اللهفان** میں مالک بن دینار سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرتا ہے جب تک بندہ اپنے گناہوں پر پیشمان ہوتا رہتا ہے اور نفس کی مذمت کرتا رہتا ہے اس کو لگام لگاتا ہے، پھر کتاب اللہ کو حرز جان بنالیتا ہے اور وہی اس کا قائد ورہنما بن جاتا ہے۔

۷ــ امام غزالیؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب **الإحیاء فی علوم الدین**، میں میمون بن مہران سے روایت نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی بھی اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے نفس کا اس طرح محاسبہ نہ کرے جس طرح کوئی شریک اپنے شریک کا محاسبہ کرتا ہے۔

۸ــ ابن القیمؒ ''**إغاثة اللهفان**'' میں فرماتے ہیں دل کی درستگی نفس کے محاسبہ سے ہوتی ہے اور اس کا بگاڑ اس سے غفلت برتنے اور اس کو ڈھیل دینے سے ہوتا ہے۔

ثالث: محاسبۂ نفس کا موضوع!

یہ عام معمول ہے کہ ہر طالب علم وزارت کی طرف سے یا اسکول یا یونیورسٹی کی طرف سے جو نصاب مقرر کیا جاتا ہے اس پر مذاکرہ کرتا ہے اور اپنے فہم اور سمجھ کے لحاظ سے امتحان کے موقع پر اپنا جائزہ لیتا ہے، لہذا قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے ہمارا جس پر محاسبہ ہوگا اس کا موضوع کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے اس سلسلے میں امام ترمذیؒ نے معاذ بن جبلؓ سے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول نقل فرمایا ہے آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں : ”قیامت کے دن کسی بھی بندہ کا قدم اس وقت تک ٹل نہیں سکتا جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے ،عمر کہاں گنوائی اور جوانی کس میں صرف کیا اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں صرف کیا، اور جوعلم سیکھا اس پر کتنا عمل کیا(الترغیب والترہیب، ج ۴/ ۲۹۸)۔

اس حدیث کو عملی جامہ پہنانے کے لئے محاسبہ کے موضوع پر ایک عملی چارٹ پیش کرتا ہوں جو زندگی کے چاروں گوشوں جوانی، عمر، مال اور علم پر محیط ہے۔”جو دین کے مختلف معلومات کی سطح پر ضروری ہیں، اور وہ ہیں ذات، خاندان، معاشرہ وطن، اور قوم اور دنیا اور یہ اس وجہ سے کہ محاسبہ نفس دین میں بگاڑ اور اختصار میں نہ تبدیل ہوجائے۔ اور اجتماعیت کو چھوڑ کر انفرادی نجات کے وہم کے پیچھے تگ ودو میں نہ صرف ہوجائے“۔

رابعاً: محاسبہ نفس کے درجات

کوئی بھی ایسا نہیں جو اپنا محاسبہ نہ کرتا ہو،لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے کیا مراتب ہوں گے؟ اَصحاب شمال بھی اپنا محاسبہ کرتے ہیں، ان کے محاسبہ کا انداز کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ کس طرح انھوں نے اس واقعہ کو گنوا دیا خواہ اس کا تعلق رعایتوں سے ہو یا پروگراموں یا ڈراموں یا فلموں سے، کیوں وہ اپنے فلم کے ڈاریکٹر سے یا قوم کے بڑے سربراہوں سے دوسروں کے مقابلہ زیادہ قریب نہیں ہوا، کہ دوسرے اس سے آگے بڑھ گئے اور وہ اس میں چوک گیا۔

نوجوان اپنا محاسبہ اس طرح کرتا ہے کہ کیسے فلاں لڑکی اسکے دام فریب مں نہیں آئی اور اس کا دوست یا پڑوس یا رشتہ دار یا ساتھی اس پر بازی لے گیا،لڑکی اپنا محاسبہ اس طرح کرتی ہے کہ کیوں نہ اس نے نت نئے چال چلے جس سے اس کا بوائی فرینڈ Boy Friend اس کی سہیلی کے جال میں پھسنے سے پہلے اس کے دام میں آجاتا۔

جس کے پاس بیوی، بیٹے، بیٹیاں یا نوکر چاکر ہوتے ہیں وہ اپنا محاسبہ اس طور پر کرتا ہے

کہ کیوں ان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا کہ وہ ایسی جرأت ہی نہ کرتے، چور اپنا محاسبہ اس طرح کرتا ہے اگر اس نے اس سے اچھی اور ٹھوس پلاننگ کی ہوتی تو جتنا مال اس نے چوری کیا اس سے زیادہ چوری کرتا رشوت خور جب اپنے شکار کو آگے بڑھتا ہوا دیکھتا ہے تو اپنا محاسبہ کرنے لگتا ہے کیوں نہ اس پر اتنا مالی بوجھ ڈال دیا کہ وہ آگے ہی نہ بڑھ پاتا، فاسق وفاجر جب کس شادی کی تقریبات اور برتھ ڈے Birth Day کے موقع پر کوئی گولڈن چانس Golden Chance چھوٹ جاتا ہے تو اس پر اپنا محاسبہ کرتا ہے۔

الغرض نفس کا عجیب وغریب حال ہے وہ ہمیشہ شیش وپنج شکست بخت اور کروفر میں مبتلا رہتا ہے عین جس وقت وہ اپنا محاسبہ ایسے فضائل پر کرتا ہے جو اسے مقربین کی فہرست میں شامل کردیتے ہیں کہ ٹھیک اسی وقت اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور وہ ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے جو اصحاب شمال کی فہرست میں لاکھڑا کردیتی ہیں، لہذا اصحاب یمین میں شامل ہونے کے لئے حقیقی اطاعت، زبردست مجاہدہ اور مسلسل محاسبہ ضروری ہے تاکہ انسان اپنے آپ کو ایسی بات پر آمادہ کردے جو اس کے رب نے اس کے حسن خاتمہ کے لئے شرط رکھی ہے اور جس پر وہ قیامت کے دن اپنے رب سے ملنا پسند کرے گا۔

ذیل میں محاسبہ نفسہ کے تینوں درجات کی زمینی تصویر پیش کر رہا ہوں، وہ درجے أصحاب الشمال، وأصحاب الیمین اور مقربین کے ہیں اور ان تینوں درجوں کا تعین سورہ واقعہ نے یوں کیا ہے :

{وَ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ}۔ (آیات ۷ تا ۱۱)۔

ترجمہ : اور تم ہو جاؤ تین قسم پر، پھر داہنے والے کیا خوب ہیں داہنے والے، اور بائیں والے کیا برے ہیں بائیں والے، اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے وہ لوگ ہیں مقرب۔

علماء اہل دل اس کو اپنی زبان میں فرماتے ہیں:"حسنات الأبرار سيئات

المقربین'' کہ نیکوں کی نیکیاں مقربین کی سیئات ہیں۔

خامساً: محاسبہ نفس کے مراحل

امام غزالیؒ وغیرہ نے محاسبہ نفس سے متعلق بڑی دلچسپ کتابیں تحریر فرمائیں ہیں لیکن اس کی انہوں نے صرف دو ہی قسمیں ذکر کی ہیں ایک عمل سے پہلے دوسرے علم کے بعد، لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس کے تین مراحل ہیں ''واللہ اعلم'' ایک عمل سے پہلے، ایک عمل کے دوران، اور ایک عمل کے بعد۔

پہلا مرحلہ: عمل سے پہلے محاسبہ

کوئی بھی تاجر ہو اپنا مال مارکیٹ میں اس وقت لانچ کراتا ہے جب وہ اس بات کا بار بار جائزہ لے لیتا ہے کہ مارکیٹ میں اس کی خوب سیل ہوگی، تو وہ بندہ جسے اپنے رب کے حضور حاضر ہو تو اس کو بھی چاہیئے کہ وہ درج ذیل سوالوں کا اچھی طرح جواب دیدے۔

۱- کیا وہ اس کام کو اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کر رہا ہے؟ یا دکھاوا اور شہرت کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **{وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء}** (سورۃ البینۃ/ ۵)۔

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کچھ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ خالص اللہ کی پرستش کریں۔

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ اس بندہ پر رحم فرمائے جب وہ کام کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اگر وہ کام اللہ کے لئے کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنا عمل جاری رکھے، اور اگر دوسروں کے لئے ہو تو اس کو مؤخر کردے۔

۲- اس کا بھی جائزہ لے کہ کیا جو کام میں انجام دے رہا ہوں وہ عمل افکار واقوال اور افعال کے اعتبار سے لغو پر تو مبنی نہیں ہے، یا وہ سنجیدگی پر مبنی ہے اور اس میں میرے اور دوسروں

کے لئے خیر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : {**قد أفلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون والذين هم عن اللغو معرضون**}(المؤمنون،۱-۳)۔

ترجمہ: بیشک مؤمنین کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خضوع وخشوع اختیار کرنے والے ہیں اور جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔

{**وإذا سمعوا اللغو أعرضوا عنه وقالوا لنا أعمالنا ولكم أعمالكم سلام عليكم لا نبتغي الجاهلين**}(القصص۵۵)۔

ترجمہ: اور جب سنیں نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام۔

۳- کیا جو کام میں انجام دے رہا ہوں اس میں میری دنیا وآخرت یا میرے خاندان ومعاشرہ یا میرے اور قوم کے لئے کوئی نقصان تو نہیں؟ امام بیہقی نے یحییٰ المازنی سے روایت نقل کی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ، (السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب إحیاء الموات باب من قضی فیما بین الناس بما فیہ صلاحہم ج۹ر۱۲۳۹)۔

۴- کیا جس کام کو انجام دے رہا ہوں وہ افضل ہے یا اس سے بھی کچھ افضل عمل ہے جس کو ہمیں کرنا چاہئے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان کو اولویات کی طرف رہنمائی فرمائی، امام بخاریؒ نے اپنی سند سے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو فرمایا کہ ان کو کلمۂ شہادت لا إلہ إلا اللہ اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کی طرف بلاؤ اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان کے مال پر زکاۃ فرض کی ہے ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

الجامع الصحيح للبخاری کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ وقول اللہ أقیمو الصلاۃ۔

۵– کیا جو کام میں انجام دینے جا رہا ہوں وہ میری طاقت وقوت اور امکان میں بھی ہے کہ نہیں، امام ترمذیؒ نے اپنی سند سے حضرت حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کوئی آدمی اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا، تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے آپ کو ایسے کام کا مکلف بنائے جو اس کے بس میں نہ ہو (سنن الترمذی کتاب الفتن ج۶ / ۴۴۷)۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرض لے کر حج کے لئے نہ جائے اور نہ ایسے کام کرنے کی ذمیداری لے جو وہ کر نہیں سکتا اور اگر انسان کے اندر قوت وصلاحیت یا وقت کے اندر گنجائش نہ ہو تو فاضل ذمیداری بھی نہ لے، اس لیے روایتوں میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے مسلسل روزہ رکھنے اور پوری رات تہجد پڑھنے اور شادی نہ کرنے کے بارے میں سوچا اور حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خفا ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور اللہ کے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں (صحیح البخاری، کتاب ال إیمان، باب قول النبی – ﷺ – أنا أعلمکم باللہ۔ ج۱ / ۹۹)۔

دوسرا مرحلہ: عمل کے دوران محاسبہ

یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی بھی تاجر اپنا مال خرید وفروخت میں اسی وقت لگاتا ہے جب وہ اپنے مال کے اسٹاک اور نکاس کے بارے میں بار بار غور وخوض کر لیتا ہے کسی بھی کمپنی کے پارٹنر اپنے کمپنی کے مالی سال کے اختتام کا انتظار نہیں کرتے، بلکہ ناگہانی حالات کا سامنا کرنے کیلئے بھی پہلے سے انتظام کرتے ہیں، بلکہ روزانہ کمپنی کے چلنے کے

سلسلے میں منفی اور مثبت انداز سے محاسبہ اور جائزہ لیتے رہتے ہیں۔

ذیل میں کام کے دوران محاسبہ کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کررہا ہے۔

ا— کیاانسان جس کام کو کررہا ہے وہ خالص اللہ کے لئے ہے کہ یا اس میں کوئی ایسی چیز درآئی جو اس عمل کو خراب کررہی ہے اور اس سے اس کا مزہ بگڑ رہا ہے، بسا اوقات جب انسان کام شروع کرتا ہے تو اس کی نیت خالص ہوتی ہے لیکن جب وہ اپنے مالک کو دیکھتا ہے تو شیطان اس کے اندر وسوسہ ڈالتا ہے جس کے نتیجے میں اپنے کام کو طول دیتا ہے اور اس میں مبالغہ آرائی سے کام لینے لگتا ہے تا کہ مالک اس سے خوش ہوجائے اور اس کے دل میں اپنی حیثیت بڑھائے اور اس میں ریاء اور دکھاوا شامل ہوجاتا ہے اگرچہ اس نے یہ عمل خالصۃ للہ شروع کیا تھا لیکن اکثر جو چیز پیش آتی ہے وہ یہ کہ انسان چاہتا ہے کہ جو کام کررہا ہے اس پر دوسرے لوگ اس کی تعریف کریں اور اگر کوئی اس کو نصیحت یا بہی خواہی کرتا ہے تو اس کو وہ گراں سمجھتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا عمل رائگاں جاتا ہے اور اپنے آپ کو سلگتی ہوئی آگ میں ڈال دیتا ہے ایک صحیح روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا وہ تین لوگ ہوں گے ایک وہ عالم جس نے لوگوں کو اس لئے پڑھایا ہوگا تا کہ لوگ اس کو عالم کہیں، دوسرا وہ مجاہد جو اللہ کے راستے میں اس لئے جہاد کیا ہوگا کہ لوگ اس کو مجاہد کہیں، تیسرا وہ مالدار شخص جس نے اپنا مال اس لئے خرچ کیا ہوگا تا کہ لوگ اس کو سخی کہیں۔

لہٰذا انسان کو ہر وقت اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ جو عمل میں انجام دے رہا ہوں وہ نبوی طریقہ کے مطابق انجام دے رہا ہوں یا اس سے الگ ہٹ کر کررہا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **{فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ أحداً}** (الکہف، آیت ۱۱۰)۔

ترجمہ: جو اپنے رب سے ملنے کی امید کرتا ہے اس کو چاہئے کہ اچھا عمل کرے اور اپنے

رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائے۔

امام مسلمؒ نے اپنی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ اللہ کے رسول — صلی اللہ علیہ وسلم — نے فرمایا کہ جو ہماری شریعت کے مطابق عمل نہ کرے وہ مردود ہے۔(صحیح مسلم کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ج ۱۲/ ۱۴)۔

۲ — کیا میں بحسن خوبی کام کو انجام دیتا ہوں؟

ہیثمی نے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **"إن الله يحب إذا عمل أحدكم عملاً أن يتقنه مجمع الزوائد كتاب البيوع باب نصح الأجير واتقان العمل"**[ج ۴/ ۱۷۵]۔

ترجمہ: بیشک اللہ کو یہ چیز پسند ہے کہ جب تم سے کوئی عمل کرے تو اس کو بحسن خوبی انجام دے۔

وضو میں اتقان یہ ہیکہ آدمی کا دل نہ چاہ رہا ہو پھر بھی اچھی طرح کرے، نماز میں اس کا اتقان مشاغل کی کثرت کے باوجود خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے، زکاۃ میں اس کا اتقان یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کا سب سے اچھا صرف کرے اور اچھی جگہ میں صرف کرے، روزہ میں اتقان یہ ہے کہ تمام اعضاء کے روزہ رکھے اور دل وزبان اور عقل کو قرآن کی تلاوت میں شب بیداری اور ذکر ودعا میں مشغول رکھے، اور حج میں اتقان یہ ہے کہ اللہ کے جو شعائر ہیں اس کی زیادہ سے زیادہ تعظیم ہو، اس لئے کہ اس کا تعلق دل کے تقوی سے ہے، تعلیم میں اتقان یہ ہے کہ آدمی عقل وجان سے اس پر پوری توجہ صرف کرے، دعوت میں اتقان یہ ہے کہ آدمی اس کے لئے اچھی تیاری کرے اور جو اچھا سے اچھا انداز ہوسکتا ہو اس انداز میں اسکو پیش کرے، اداروں میں ڈیوٹی کے میدان میں اتقان یہ ہیکہ ادارے کے کارکنان کے ساتھ ادارہ کے مقاصد کی تکمیل میں جتنا بہتر سے بہتر تعاون ہوسکتا ہو کرے، اور جو اچھا سے اچھا ذریعہ ہوسکتا ہو

اختیار کرے۔ اور اس کی دلی خواہش ہو کہ وہ ایسے کارنامے اور ایسی خدمات انجام دے جس سے وہ لوگوں کے چہروں پر خوشیاں دیکھے۔

۳– کام جب تک نہ ہو جائے اس کو مکمل کرنے کی خواہش ہو، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ کام کا آغاز تو بہت ہی اتقان کے ساتھ کرتے ہیں لیکن معمولی کام کو ادھورا ہی چھوڑ دیتے ہیں، مثلاً ایک شخص ہے جو ایک شاندار مکان بنواتا ہے، اس کے پلر بھی بڑے مضبوط ہیں کشادہ بھی ہے اور تمام آرائش وزیبائش سے آراستہ ہے لیکن اس میں صرف ایک کمی ہے وہ یہ کہ لائٹ اور پانی نہیں ہے تو کیا کسی میاں بیوی کے لئے ممکن ہے کہ اس میں رہ لے، لہٰذا اس میں پرسکون اور امن وآمان کے ساتھ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں چیزیں اس میں پائی جائیں۔

تیسرا مرحلہ: عمل کے بعد محاسبہ

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب إحیاء علوم الدین ج ۴/ ۴۰۵ میں فرماتے ہیں جس طرح انسان کے لئے دن کے ابتداء میں کوئی ایسا وقت ہوتا ہے جس میں وہ اپنے آپ کو حق پر جمنے کے لئے محاسبہ کرتا ہے، اسی اس کے لئے مناسب ہے کہ دن کے آخر میں بھی کوئی ایسا وقت متعین کرے جس میں وہ اپنے تمام حرکات وسکنات پر اپنا محاسبہ کرے، جس طرح دنیادار تاجر ہر سال ہر مہینے بلکہ ہر دن کے آخر میں اپنے پارٹنر کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ اس کا محاسبہ اور جائزہ لیتا ہے کہ وہ کون سا ایسا طریقہ اپنائے جس سے اس کو اس سے زیادہ فائدہ حاصل ہو جتنا کہ اس نے فائدہ حاصل کیا، تو جب ایک دنیادار اپنا محاسبہ اس طرح کرتا ہے تو کون سا ایسا عقلمند ہوگا جو اپنا محاسبہ ایسی چیز سے متعلق نہیں کرے گا جس میں اس کی ہمیشہ ہمیش کی خوش بختی وبدبختی مضمر ہے؟ تو پھر ایسے معاملہ میں سستی اور غفلت کیسی ہے؟۔

ممکن ہے کہ عمل کے بعد محاسبہ کا پہلو درج ذیل طریقہ پر ہو:

اچھے افعال وأقوال کے نتیجے میں خود اس کے دل پر خصوصاً اور جو اس کے آس پاس کے

لوگ ہیں ان کے دلوں پر عموما کیا اثرات مرتب ہوئے، اس کا محاسبہ کرنا؟ وہ اس کا جائزہ لے کہ وہ اپنے دل میں اللہ کی محبت کی شیرینی اور حلاوت محسوس کرتا ہے، اللہ کی خاطر اپنے بھائی کی ملاقات کا اثر اپنے ایمان کے اضافے کے طور محسوس کرتا ہے، کیا وہ اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اس کی نماز اس کو فواحش منکرات سے روک رہی ہے، اور اس کی زکات نفس کو بخالت سے نجات دلا رہی ہے، کیا روزہ اس کو اس بات پر قادر بنا رہا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو کنٹرول کرے، اور نبی اکرمؐ کے طریقہ کے مطابق اپنے جذبات کو لگام دے؟، کیا حجاب حیاء و پاکدامنی کا سبب بن رہا ہے، اور جہاد خودداری اور بے نیازی پیدا کر رہا ہے؟، اور علم خوف خدا پیدا کر رہا ہے اور کیا اس کی دعوت لوگوں کے لئے ہدایت اور نور کا سرچشمہ ثابت ہو رہا ہے؟ کیا ہماری زکات وصدقات ہمارے فقر وفاقہ کو دور کر رہے ہیں اور مسکینوں کے بھوک کی آگ کو بجھا رہے ہیں؟ اور بیماروں، آیا ہجوں اور غم کے ماروں کا غم ہلکا کر رہے ہیں، اور کیا ہماری شادیاں ہمارے بیچ الفت ومحبت کا بیج بو رہی ہیں؟ کیا بچوں کی تربیت ایسی نسل تیار کر رہی جو عدل وانصاف کا حکم دیتی ہو اور راہ راست پر ہو، کیا ہماری کمپنیاں کوئی ایسے فیصلہ کرتی ہیں جو ہماری غربت کا خاتمہ کرے، اور ذلت ورسوائی کو دور کر سکے، ہم کو اس پوزیشن میں لا کر کھڑا کر دے، کہ ہم ہی کھائیں جس کو ہم بوئیں اور وہی پہنیں جس کو ہم تیار کریں، کیا ہمارے سوالات ہمارے مقصد کی تکمیل اس طرح کرتے ہیں جیسا اللہ چاہتا ہے یا محض پلاٹ بلا مضمون کے یا عمارت بلاستون کے ہے۔

کیا ہم کام کی تکمیل کے بعد عمل کو خالصۃ للہ باقی رکھ پاتے ہیں بغیر کسی پر احسان جتلائے اور تکلیف پہنچائے خاص کر جس پر ہم نے احسان کیا اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرے ایسے وقت میں ہم شیطان کے پھندے میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے ممنون ومشکور پر احسان جتلا کر سارا عمل تباہ وبرباد کر دیتے ہیں۔

۲— انسان کو چاہئے کہ ہر وقت وہ اپنے آپ سے سوال کرتا رہے کہ جو عمل ہم نے کیا، کیا کوئی اس سے بہتر طریقہ تھا جس کو میں انجام دے سکتا تھا اور کیا مستقبل میں اس سے بہتر ادائیگی کی معلومات میں اضافہ ہوا؟ کیا میرے لئے ممکن ہے کہ جو کام میں انجام دے رہا ہوں اس میں مجھے مزہ آنے لگے، اور کیا میں عطاء کی محبت سے محبت کے عطا کی طرف اور اصحاب یمین کے درجات سے مقربین کے درجات کی طرف منتقل ہو رہا ہوں؟ تا کہ انسان سلوک کی راہ میں برابر ترقی کرتا رہے۔

چھٹا:— محاسبۂ نفس کے اوقات

جو بات بلا شک وشبہ کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ محاسبہ کا سب سے افضل وقت عمل کرنے کے فوراً بعد ہے اور یہی مقربین اور صدیقین کا طریقہ ہے جن کو ہر آن اور ہر لمحہ اپنے رب سے ملاقات کا انتظار رہتا ہے، اور اس ملاقات کے شوق میں ہر وقت اپنے نفس کا تزکیہ اور تیاری کرتے رہتے ہیں لیکن عام مسلمانوں کے لئے جن کے بارے میں اللہ رب العالمین کے حکم سے امید ہیکہ وہ اصحاب یمین میں ہوں گے محاسبہ نفس کے اوقات پیش کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ محاسبہ کی جو شرطیں ہم نے لکھیں ہیں اور چارٹ میں جو تجاویز سپرد قلم کیا ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے گا، تا کہ دن رات ہفتوں اور مہینوں سالوں وعمروں کی جو شرطیں ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

۱— ہر رات:

ہر رات سونے سے پہلے اس کی یاد دہانی کریں کہ خیر وشر میں سے کون سا عمل ہم سے سرزد ہوا اور اگر کوئی خیر کا عمل کیا ہے تو اس کی توفیق پر اللہ رب العزت کے شکر گزار ہوں، اور اگر کوئی عمل شر سرزد ہو تو اللہ سے استغفار کریں، اس عزم کے ساتھ کہ آئیندہ عمل خیر میں اضافہ ہوگا اور برائیوں سے اجتناب ہوگا۔

۲— ہر ہفتہ:

ہر ہفتہ میں ایک وقت مقرر کیجئے جس میں اپنے آپ سے دوسوال ضرور کیجئے۔

(الف) میں نے اپنے لئے اپنے خاندان، اپنے معاشرہ اور اپنی قوم، اور گردوپیش دنیا کے لئے خیر کے کیا کام کیئے؟

(ب) اپنے حق میں یا اپنے خاندان یا اپنے پڑوسیوں اور خاندان کے حق میں کیا گناہ کیئے؟

۳— ہر مہینے:

ہر مہینے اپنے آپ سے پوچھئے کہ جو خیر کے کام کرنے اور برائیوں کے چھوڑنے کا عہد و پیمان کیا کس حد تک اس پر گامزن ہیں؟ آیا ہمارا دل اللہ کی طرف مائل ہو رہا ہے یا ان سے دور ہو رہا ہے؟

۴— ہر سال رمضان کے مہینے میں:

ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ سال گذشتہ جن کاموں کے تکمیل کا ارادہ کیا تھا کس درجہ ہم نے اس کو پورا کیا؟

(الف) انفرادی پیمانہ پر۔ (ب) خاندانی پیمانہ پر۔ (ج) اس معاشرتی سطح پر۔ جس میں ہم رہ رہے ہیں (د) قومی پیمانہ پر۔ (ہ) اپنے گردوپیش کی دنیا کے پیمانہ پر۔

۵— زندگی کے ہر دور میں:

زندگی کے ہر دور میں انسان کو محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے خصوصا جب عمر کے چالیسویں سال میں پہنچ جائے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :{حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ} (سورۃ الأحقاف: آیت ۱۵)۔

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچے اور چالیس سال کو پہنچ گئے تو انہوں نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کیا، اور میرے لئے میری ذریت کو نیک بنا دئے، بیشک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

٦ — ہر حادثہ یا آفت نا گہانی یا مصیبت کے بعد:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہوں کے اثرات اپنی بیوی کی نافرمانی اور اپنی سواری کی سرکشی سے محسوس کرلیتا ہوں لہذا مصائب ہر ذی ہوش کے لئے باعث عبرت و باعث یاددہانی ہیں یا تو اس سے درجات بلند ہوتے ہیں یا مکفرات ذنوب ہوتے ہیں، ارشاد باری ہے:
{وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفو عن كثير} (سورۃ شوری، آیت ۳۰)۔

ترجمہ: جو بھی مصیبت تمہیں لاحق ہوتی ہیں وہ محض تمہارے ہاتھ کی کمائی کا نتیجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہاری بہت سی لغزشوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

۷— سر اور داڑھی میں بڑھاپا ظاہر ہونے کے بعد:

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر بوڑھے شخص سے شرم آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :{أو لم نعمركم ما يتذكر فيه من تذكر وجائكم النذير، فذوقوا فما للظالمين من نصير} (سورۃ فاطر، آیت: ۳۷)۔

ترجمہ: کیا ہم نے عمر نہ دی تھی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تمہارے

پاس ڈرانے والا، اب چکھ کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار۔

قرطبی نے ابن عباس عکرمہ، سفیان، وکیع الحسین بن الفضل، الفراء اور طبری وغیرہ کا خیال یہ ہے کہ آیت میں نذیر سے مراد بڑھاپا ہے۔

ذیل میں ہفتہ واری اور ہر روز کے اعتبار سے محاسبہ کے لئے ایک عملی پروگرام کا ایک نقشہ دیا گیا ہے جو ان شاء اللہ ہر اس شخص کے لئے معاون ثابت ہوگا جو واقعتا اپنے قساوت قلبی کا علاج چاہتے ہیں، اور جنہیں اپنے رب سے ملنے کی جلدی ہے، اور موت آنے سے پہلے پہلے اپنی لغزشوں کی تلافی چاہتے ہیں، میری تمام بھائی بہنوں سے گذارش ہے کہ اس نقشہ کے متعدد نسخے چھپوا کر لائبریریوں، آرام گاہوں Sleeping Rooms موٹر گاڑیوں میں لٹکا دیں، تا کہ کسی بھی کام میں مشغول ہونے سے پہلے ہمیں محاسبہ نفس کی یاد دہانی کرائے، ارشاد باری ہے : **{اقترب للناس حسابهم، وهم في غفلة معرضون}** (الأنبیاء/۱)۔

ترجمہ: لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا، حالانکہ وہ غفلت میں اعراض کر رہے ہیں۔

محاسبہ نفس کا یومیہ و ہفتہ واری عملی پروگرام

	اعمال
۱	کیا تمام فرائض نمازیں آپ نے تکبیر اولیٰ پالیا؟
۲	کیا آپ نے سنن و نوافل نماز کی پابندی کی؟
۳	کیا آپ نے تہجد اور وتر نمازیں پڑھی؟
۴	کیا آپ نے چاشت کی نماز پڑھی؟
۵	کیا آپ نے جمعہ کی نماز کے لئے جلد بازی کی؟
۶	کیا آپ ہر روز قرآن کا کوئی پارہ پڑھتے ہیں؟
۷	کیا آپنے اپنی آمدنی کے لحاظ سے اپنے مال کا صدقہ نکالا؟
۸	کیا آپ نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا؟
۹	کیا آپ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی؟
۱۰	کیا آپ نے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا؟
۱۱	کیا آپ نے پیر اور جمعرات کے روزے رکھے؟
۱۲	کیا آپ اپنی زبان کو غیبت چغلی وغیرہ سے اپنی حفاظت کررہے ہیں؟
۱۳	کیا محرمات سے اپنی شرم گاہ کی آپ حفاظت کررہے ہیں؟
۱۴	کیا اللہ کے خاطر آپ نے معصیت ترک کی؟

۱۵	کیا آپ اپنے غصہ کو پیتے ہیں؟
۱۶	کیا آپ صبح شام کے اَذکار کی پابندی کرتے ہیں؟
۱۷	کیا آپ اللہ کی مخلوقات پر غور کرتے ہیں؟
۱۸	کیا آپ نے کسی مریض کی عیادت کی؟
۱۹	کیا اللہ کے خوف سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں؟
۲۰	کیا آپ نے عراق و فلسطین کے بھائیوں کی خبر گیری کی؟
۲۱	کیا ہر روز آپ علم نافع حاصل کرتے ہیں؟
۲۲	کیا معاشرہ کی خدمت کرنے والے اداروں کے پروگراموں میں شریک ہوئے؟
۲۳	کیا آپ نے یتیموں اور فقیروں کی اعانت میں جلد بازی کی؟
۲۴	کیا آپ نماز میں مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں؟
۲۵	کیا آپ اپنا خالی وقت اعمال خیر میں صرف کرتے ہیں؟
۲۶	کیا آپ جسمانی ورزش کرتے ہیں؟
۲۷	کیا مسلمانوں کی تکلیف سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے؟
۲۸	کیا آپ لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں؟
۲۹	کیا آپ نے کسی کی کوئی ضرورت پوری کی؟
۳۰	کیا آپ نے اللہ کے ذکر و شکر میں اضافہ کیا؟
۳۱	کیا آپ نے استغفار میں زیادتی کی؟
۳۲	کیا آپ نے حضور ﷺ پر درود و سلام میں اضافہ کیا؟
۳۳	کیا آپ سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کرتے ہیں؟

دوسرا مطلب :

اصلاح باطن کیلئے مؤاخذہ نفس ضروری ہے

اول:— مؤاخذہ نفس کی تعریف : لغوی اعتبار سے معاقبہ عاقب کا مصدر ہے، جس کا اصل معنی کسی جانور وغیرہ پر ایک شخص کے بعد دوسرا بیٹھے اس کو معاقبہ کہتے ہیں۔

ابن منظور مصری فرماتے ہیں کہ عقاب اور معاقبہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے برے کام پر اس کو بدلا دیا جائے، اس کا اسم **العقوبة** ہے، کہتے ہیں **عاقبه معاقبة وعقاباً** مؤاخذہ کرنا۔

اسی طرح کہتے ہیں **تعقبت الرجل** جب کسی آدمی سے کسی غلطی پر مؤاخذہ کریں۔

معاقبہ نفس کی اصطلاحی تعریف: اصطلاحی اعتبار سے معاقبہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کسی نیک کام کے کرنے یا اللہ کے بندوں کے حقوق میں کوتاہی کی وجہ سے مباح چیز سے اپنے کو محروم کرنے کا پابند کرلے، یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کو سدھا دے، اور اپنے وعدوں کے پورا کرنے کا التزام کرنے لگے۔

ثانی:— مؤاخذہ نفس کی شرعی حیثیت واہمیت : جب انسان اچھی طرح سے توبہ واستغفار کرلے، اور مخصوص عبادات کے ذریعہ ہمہ تن گوش ہوکر اس سے قریب ہونے کا اپنے اس کا محاسبہ کرے تو انسان کبھی بھی پریشان نہیں ہوگا، اور کبھی بھی اس کے پائے ثبات میں جنبش نہیں ہوگی۔

انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ بھولتا ہے تو وہ جو عہد و پیمان اللہ یا بندوں سے کرتا ہے وہ بھی بھول جاتا ہے، اس لئے کہ سارے انسان تو آدم ہی کی اولاد ہیں، اور آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : {**فعصى آدم ربه فغوى**} (طٰہٰ، آیت:۱۲۱)، اور

آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ بھٹک گئے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :{ولقد عهدنا إلى آدم من قبل فنسي، ولم نجد له عزماً} (طہ، آیت:۱۱۵)۔

ترجمہ: ہم نے اس سے پہلے آدم علیہ السلام سے عہد و پیمان لیا تو وہ بھول گئے اور نہ پائی ہم نے ان میں کچھ ہمت۔

امام احمدؒ اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" ابن آدم کا ہر فرد غلطی کرنے والا ہے اور سب سے بہتر غلطی کرنے والا وہ شخص ہے جو غلطی کے بعد توبہ کرنے والا ہے (مسند احمد ۴/ ۵۳)، جب یہ بات طے ہے کہ انبیاء کے علاوہ کوئی بھی انسان معصوم عن الخطا نہیں ہے تو لامحالہ اس نفس کو غلطی سے روکنے کے لئے کوئی ایسی سزا تجویز کرنی ہوگی جو اس کو غلطی سے روکے اور اس نے اپنے رب سے جو عہد و پیمان کیا ہے اس کی طرف لوٹ آئے۔

نفس کو مؤدب بنانے اور اس کو راہ راست پر لانے کے لئے مؤاخذہ کے طریقہ کار کے شرعی دلائل درج ذیل ہیں۔

۱- امام بخاری ومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے کعب بن مالکؓ ہلال بن امیہ، اور مرارۃ بن الربیع سے غزوہ تبوک سے ان لوگوں کے پیچھے رہنے کے واقعہ کو ذکر کیا ہے جس میں آپؐ نے ان کا مؤاخذہ اس طور پر کیا کہ تمام اصحاب کو حتی کہ ان کی بیوی کو بھی حکم دیا کہ ان سے بات نہ کریں، پھر اللہ پاک نے ان کے توبہ قبول کرنے سے متعلق آیت نازل فرمائی، تو اس پر کعبؓ فرماتے ہیں کہ میرے توبہ قبول ہونے کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنے مال سے دستبردار ہو جاؤں چنانچہ ان کا مؤاخذہ ان باتوں سے کیا جو ان کے نزدیک محبوب تھا اور وہ ہے نیک لوگوں سے ملنا جلنا اور بیویوں سے مصاحبت، اور کعب نے اس کو بھی کافی نہیں سمجھا بلکہ

اپنے توبہ کے قبولیت کا بدلہ یہ سمجھا کہ ان تمام چیز سے دستبردار ہوجائیں جو ان کو اپنے رب سے غافل کر دے، اور وہ یہ کہ اپنے تمام مال سے دستبردار ہوجائیں یہ اور بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام مال صدقہ کرنے سے منع فرمایا۔

۲— عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں کام کی وجہ سے نماز عصر سے غافل ہو گئے یہاں تک مغرب کا وقت ہو گیا، تو انہوں نے پورا باغ صدقہ کر دیا۔

۳— ابوطلحہ والی روایت میں ہے کہ جب ان کا دل نماز میں اپنے باغ کے کسی پرندہ کی وجہ سے مشغول ہو گیا تو انھوں نے کفارہ کے طور پر پورا باغ ہی صدقہ کر دیا، بالکل اسی طریقہ سے جس طرح حضرت کعبؓ اور عمرؓ نے کیا، یہ اور اس طرح کے دیگر واقعات اس بات پر دال ہیں کہ یہ انفرادی واقعات نہیں ہیں بلکہ تربیتی نقطۂ نظر سے ضروری بھی ہیں۔

۴— سجدہ سہو کا مقصد بھی یہی ہے کہ نماز میں بھول کے بدلے ایک ایسا عمل کرایا جائے جس سے شیطان کو غصہ آئے اور اس کی ناک نیچی ہو، اور مصلی کو بھول کی وجہ سے مزید اجر ملے، یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے مسلمانوں کو شیطان کے وسوسوں سے بچایا جا سکتا ہے، اور نفس کو قلت نسیان میں مبتلا ہونے میں معاون ثابت ہوں گی، اور یہ گویا کہ نفس کو ایک طرح سے سزا بھی ہوگئی جو نماز ہی کے قبیل سے ہے، جو طریقہ کار کی صحت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

۵— امام بخاریؒ و مسلمؒ نے اپنی اپنی سندوں سے سعید بن جبیر اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ابی بن کعبؓ نے حضرت رسول پاک ﷺ سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطاب کی غرض سے کھڑے ہوئے، تو ان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ کون جانتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہو گئے کیونکہ انھوں نے علم کو اللہ کے طرف منسوب نہیں کیا۔ جس کے نتیجے میں ان کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ ایک طویل مسافت طے کر کے حضرت خضر علیہ السلام سے

ملاقات کریں اوران سے علم سیکھیں اورعلم سیکھنے کے لئے صبر سے کام لیں۔

۲ – امام قرطبیؒ نے قرآن پاک کی آیت :{ولا تقولن لشيئ إني فاعل ذلك غداً إلا أن يشاء الله} کہ سلسلے میں علماء کے اقوال ذکر کئے ہیں جس کا لب لباب یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے آپ سے اصحاب کہف کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے صرف اتنا فرمایا کہ کل میں بتادوں گا اوران شاء اللہ "نہیں" فرمایا، جس کے نتیجے میں اللہ نے آپ پر عتاب نازل فرمایا اور پندرہ روز تک وحی روک دی جو آپ ﷺ پر بہت ہی شاق ہورہا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے مشرکین آپ کوزچ کرنے لگے پھر یہ پوری سورت آپ پرنازل ہوئی۔

میں نے نسیان کے ضمن میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کے واقعہ کو اپنی قوم کے ساتھ واقعہ کو ذکر میں مؤخر اس لئے کردیا تاکہ کسی کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ ان دونوں سے غلطی سرزد ہوئی بلکہ ان دونوں حضرات گرامی سے نسیان ہوا اور اولیٰ کو چھوڑا جو مقام نبوت کے شایان شان نہ تھا، جس کی وجہ سے عتاب ربانی کے شکار ہوئے اور یہ سچ ہے کہ جن کی شان جتنی بلند ہوتی ہے ان کی آزمائش بھی اسی درجہ کی ہوتی ہے کہ محض ایک استحبابی امر کے ترک پر اتنا بڑا عتاب ہوا کہ پندرہ دن تک وحی روک دی گئی جس کی وجہ سے دشمن آپ کا مذاق اڑانے لگے، اور آپ آزردہ خاطر ہو گئے، اور پھر وحی کے ذریعہ آپ کو بتایا گیا کہ اس عتاب کا نشانہ صرف اس وجہ سے آپ کو بننا پڑا کہ بسبب نسیان مشیت کو آپ نے اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

ثالثاً: محاسبہ نفس میں اعتدال

ماوردی نے اپنی کتاب "أدب الدنيا والدين" میں اور امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں عابدوں اور زاہدوں کے محاسبہ نفس سے متعلق چند قصے ذکر کئے، جن میں مجھے بہت زیادہ مبالغہ آرائی نظر آئی، جس کی تردید کر کے محاسبہ کے معاملہ میں اعتدال کی طرف

رہنمائی کرنا میرے لئے ضروری ہے، اس میں دورائے نہیں کہ بعض غلو پسند صوفیاء نے عبادت کے سلسلے میں تشدد سے کام لیا ہے، اس کے چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

ا— ایک بزرگ نے کسی عورت سے بات کی اور وہ صاحب ان سے گفتگو کرتے کرتے اس درجہ کو پہنچ گئے کہ اس عورت کے ران پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، پھر تنبہ ہوا تو اپنا ہاتھ آگ میں رکھ دیا جس سے ہاتھ ہی جل گیا۔

۲— بنی اسرائیل میں ایک شخص اپنی کٹیا میں عبادت کیا کرتا تھا اور ایک طویل عرصہ تک عبادت کرتا رہا، اتفاق سے ایک دن کسی عورت پر اس کی نظر پڑ گئی اور وہ اس کا عاشق ہو گیا، اور غلط ارادہ سے کٹیا سے باہر نکل آیا، پھر اس کو اللہ یاد آیا اور سوچنے لگا کہ یہ کیا کرلیا؟ اور بڑا شرمندہ ہوا، پھر سوچا کہ کٹیا میں داخل ہو جائیں، پھر اپنے آپ خیال آیا کہ نہیں نہیں جو قدم اللہ کی نافرمانی کے لئے نکلا یہ نہیں ہوسکتا کہ دوبارہ اس مقدس گھر میں داخل ہو، اور اپنے پاؤں کو باہر لٹکا کر چھوڑ دیا، جس پر بارش ہوتی رہی ہوائیں چلتی ہیں، اور سردی گرمی پڑتی رہی یہاں تک پیر کٹ گیا، اور جب پیر کٹ کر گر گیا تو اللہ کا شکر بجالایا ''نعوذ باللہ''۔

۳— ہارون بن رباب سے روایت ہے کہ غزوان اور ابوموسیٰ کسی جنگ میں ایک ساتھ تھے کہ اچانک ایک لڑکی پر غزوان کی نظر پڑی اور اس کو دیکھنے لگا، پھر اس کو تنبہ ہوا، اور ہاتھ اٹھا کر ایک جھاپڑ اس زور سے مارا کہ آنکھ سوج گئی یہ کہتے ہوئے کہ تو ایسی چیز دیکھتی ہے جو تجھے آخرت میں نقصان پہنچائے۔

۴— محمد بن عبداللہ بن محمد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حیان بن أبی سنان کا گزر ایک مکان سے ہوا، تو ان کو خیال آیا کہ یہ مکان کب بنا ہوگا، پھر خیال ہوا کہ کیوں بلا وجہ لایعنی چیزوں کے بارے میں سوال کر رہا ہے؟ اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا ایک سال کے روزہ کے ذریعہ تجھے سزا دوں گا، چنانچہ پورا سال روزہ رکھا۔

۵ – منکدر بن محمد اپنے والد تمیم الداری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات وہ سو گئے اور تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس پر انہوں نے اپنے نفس کو اس طور سے سزا دی کہ پورے سال نہیں سوئے اور تہجد پڑھتے رہے۔

٦ – جریر طلق بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے کہ ہم میں سے ایک شخص جس کا نام ہند بن عوف ہے ایک طویل سفر سے لوٹ کر آیا تو ان کی بیوی نے ان کے لئے عمدہ قسم کا بستر بچھا دیا جس سے ان کو اتنی اچھی نیند آئی کہ صبح تک سوتے رہے جب کہ رات میں ان کا معمول تہجد پڑھنے کا تھا، تو انہوں نے قسم کھائی کہ کبھی بستر بچھا کر نہیں سوؤں گا۔

۷ – بختری بن حارثہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کا کسی عابد کے پاس جانا ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ عابد صاحب اپنے پاس آگ جلائے ہوئے ہیں اور اپنے نفس کو لعنت وملامت کر رہے ہیں اور وہ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

۸ – جنید بغدادی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن الکریبی سے کہتے ہوئے سنا کہ مجھے ایک رات غسل جنابت کی حاجت ہوئی، اور رات بڑی ٹھنڈھ تھی، تو میں نے بیدار ہونے میں اس درجہ سستی کی کہ صبح ہوگئی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ تعجب ہے کہ جب میں اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کر رہا ہوں کہ جلدی اٹھ نہیں پایا اور تاخیر کر دی، تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اسی پھٹے کپڑے میں غسل کروں گا، اس کو کبھی نہیں اتاروں گا اور نہ ہی کبھی دھوپ میں خشک کروں گا۔

اس طرح کی مبالغہ آمیز مثالیں جو سراسر شرعی اصولوں سے متصادم ہیں جب کہ یہ شریعت اعتدال یسر اور بندوں کے ساتھ نرمی اور کمزوری کے حالات میں رعایت پر مبنی ہیں، لہذا یہ بات نہ شرعی اعتبار سے جائز ہے اور نہ ہی عقلی اعتبار سے قابل قبول ہے کہ کوئی آدمی محض کسی عورت کے ران پر ہاتھ رکھ دینے کی وجہ سے اپنا ہاتھ جلا دیگا، اور نہ ہی کوئی انسان آندھی طوفان میں،

ٹھنڈی اور گرمی میں اپنے پیر اتنے دنوں تک لٹکائے رہے گا کہ پیر ہی کٹ کر گر جائے، اِلا یہ کہ وہ پاگل یا خبط الحواس ہو جو قابل علاج ہے، اور کیا وہ شخص بزرگ ہوسکتا ہے جو اتنے دنوں تک پیر لٹکائے اور فرض نمازیں چھوڑتا رہے محض اس وجہ سے کہ اس نے زنا کی ابتدائی منزل طے کی جو قابل حد بھی نہیں ہے، یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔

اور اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ کوئی آدمی محض کسی عورت کو دیکھنے کی وجہ سے اپنی آنکھ پھوڑ لے، یا کوئی اپنے پاس آگ سلگاتا رہے اور نفس کو اس درجہ ملامت کرتا رہے کہ وہ مرجائے، یہ تو سوائے خودکشی کے جو سراسر گناہ اور کفر ہے کچھ نہیں، اسی طرح کیا کوئی محض لا یعنی سوال کرنے سے اپنے نفس کو مکروہ عمل پر مجبور کرے گا، اسی طرح ایک رات تہجد چھوڑ دینے کی وجہ سے ایک سال یا پوری زندگی بستر پر سونے کو حرام قرار دیگا، اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو ایسے شخص کو حلال چیزوں کے حرام سمجھنے کا مجرم گردانا جائے گا، اور کیا کوئی انسان اپنے جسم کے پھٹے کپڑے کو مسلسل پہنے رہے گا اور اس کو صاف کرنے کے لئے بھی نہیں اتارے گا؟ یہ تو اسلام کے نظام طہارت و پاکیزگی کے بالکل منافی ہے۔

ذیل میں دی گئی روایات شاید انصاف پسندوں کو اسلامی اعتدال اور انسان کے ساتھ اسلام کی نرمی اور اس کی کمزوری کی رعایت کی طرف لے آئے۔

۱ – ارشاد باری ہے: **{ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما}** (سورۂ نساء)۔

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل مت کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔

۲ – قرآن پاک کی آیت: **وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفاً من الليل إن الحسنات يذهبن السيآت** نماز قائم کرو، رات کے ایک حصہ میں اور بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

اس آیت کے نزول کے اسباب میں امام طبری نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت کو بوس و کنار کیا، لیکن معاملہ زنا کی حد تک نہیں پہنچا، پھر وہ شخص نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ شخص کہنے لگا کہ کیا میرے لئے یہ آیت نازل ہوئی یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا جو فرد بھی اس کو اختیار کر لے یا یہ فرمایا کہ جو اس پر عمل کرے (تفسیر طبری سورہ ہود، آیت ۱۱۴، ج ۱۲/ ۷۶)۔

۳- بیہقی نے عبد اللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک یہ دین مضبوط ہے تو اس میں نرمی سے داخل ہو، اور اپنے رب کی عبادت کو اپنے نفس سے متنفر نہ کرو (سنن الکبری للبیہقی جماع أبواب صلاۃ التطوع وقیام باب القصد فی العبادۃ والجہد فی المداومۃ ج ۴/ ۱۰۵)۔

۴- صاحب **اللؤلؤ والمرجان** نے انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بزرگ شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص نے پیدل کعبہ تک چلنے کی نذر مانی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کے نفس کو تکلیف پہنچانے سے بے نیاز ہے اور حکم دیا کہ سوار ہو جائے، **اللؤلؤ والمرجان محمد فؤاد عبد الباقی** (کتاب النذر، باب من نذر أن یمشی إلی الکعبۃ ج ۱/ ۵۰۹ وأخرجہ البخاری باب من نذر المشی إلی الکعبۃ)۔

۵- امام بیہقی نے حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ فلاں یا فلاں شخص کو پاؤ تو آگ میں جلا دینا، جب وہ شخص چلا گیا تو پھر ان کو بلوایا اور فرمایا کہ آگ کی سزا صرف اس کا رب ہی دے گا (سنن بیہقی کتاب السیر باب المنع من إحراق المشرکین بالنار بعد الإسار حدیث ۱۸۵۷۲)۔

۶- امام بخاریؒ نے اپنی سند سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہیں کیا دیکھتے ہیں دو کھمبوں کے بیچ ایک عورت رسی

سے بندھی ہوئی ہے، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ زینب ؓ کی رسی ہے جب نماز میں سستی ہوتی ہے تو وہ اس سے لٹک جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کبھی نہیں، اس کو کھول دو، تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ جب نشاط ہو تو نماز پڑھے، اور جب سستی لاحق ہو تو بیٹھ جائے (صحیح البخاری کتاب التہجد باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ ج ۳، ص ۳۴۷)۔

مجموعی اعتبار سے یہ نصوص بندہ پر اس بات کو حرام قرار دیتے ہیں کہ بندہ اپنے نفس پر اتنی سختی نہ کرے جو اس کی ہلاکت یا ہلاکت کے قریب کردے، چاہئے جتنے گناہ ہوں، بندہ پر صرف اتنی ذمیداری ہے کہ صدق دل سے توبہ کرے اور حسن نیت سے اللہ کی طرف رجوع کرے، اور اس درجہ نفس کا مواخذہ کرے جو نفس کو غلطی سے روکے، اور اس کو مؤدب اور پاکیزہ بنائے نہ کہ اس کو ہلاکت میں مبتلا کردے۔

رابعاً: مؤاخذۂ نفس کے عملی تدابیر

مواخذہ کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے جی کو ان مباح چیزوں سے محروم کردے جو وہ چاہتا ہے تا کہ وہ مکمل طور سے مطیع وفرمانبردار ہوجائے، یا اپنے آپ کو کچھ عبادات وصدقات کا پابند بنالے جس سے نفس اپنے آپ نرم ہوجائے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر ؓ نے اس باغ کا صدقہ کردیا جس نے ان کو عصر کی نماز سے غافل رکھا، اور کعب بن مالک نے اس باغ کا صدقہ کردیا جس کی وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوسکے، اور صدقہ میں مطلوب محض ایک جز ہے نہ کہ پورا مال۔

اس جگہ جو بات قابل اہمیت ہے وہ یہ کہ ایسا طریقہ کار اپنائیں جس سے شیطان کی تدلیل ہو، سجدہ سہو کا یہی مقصد ہے کہ شیطان نے جو چیز ہمیں بھلادی سجدہ سہو کرکے اس کا بدل پیدا کریں، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم نفلی عبادات کرکے اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔

یہ چند طریقہ کار ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ اگر اس کو پورے عزم وحوصلہ کے

ساتھ انسان برت لے تو نفس خود بخود مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا۔

شاید ذیل کے نقشہ میں دئے گئے مؤاخذہ کے تدابیر سے ہماری کچھ پیاس بجھ سکے اور ہمارا مرض کسی حد تک اعتدال کی راہ سے ہٹے بغیر دور ہو۔

نمبر شمار	کوتاہی کی شکلیں رگناہ	مؤاخذہ نفس کے عملی تدابیر
۱	مسجد میں نماز فجر چھوڑ کر سونا۔	ناشتہ یا تو کم کھائے یا چھوڑ دے یا پورے دن کا روزہ رکھے۔
۲	نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا۔	جتنی دیر نماز کو مؤخر کیا اتنی دیر کے لئے بھوک و پیاس کے باوجود کھانا اور پانی کو مؤخر کرنا۔
۳	صبح وشام کے معمولات سے غفلت۔	یاد آنے پر معمولات کے علاوہ مزید سو مرتبہ استغفار کا اضافہ کرنا۔
۴	رات میں وتر کی نماز بھولنا۔	اس کا پڑھنا خواہ چاشت کی نماز کے بعد ہی کیوں نہ پڑھے نیز چاشت کی نماز میں اضافہ کرنا۔
۵	چاشت کی نماز بھول جانا۔	ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات اور چار رکعات ظہر کی نماز کے بعد اور چار عصر کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا۔

٦	کثرت سے نماز میں غفلت برتنا۔	نفل نمازوں میں خاص کر دیر تک سجدہ کرنا، اس ارادہ کے ساتھ کہ اس وقت تک سر نہیں اٹھائے گا جب تک آنکھیں اشکبار نہ ہوجائیں اس خوف سے کہ اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کی کثرت کے باوجود رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔
٧	کسی کی غیبت یا چغلی یا بدگمانی کرنا یا کسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔	انا کو توڑنے کے لئے جن کی غیبت کی ہے یا چغلی کھائی یا بدگمانی یا برا سلوک کیا ہے ان سے ملنا اور ان سے معذرت کرنا، قبل اسکے کہ قیامت کے دن مفلس اور قلاش ہو کر حاضر ہوں، اور اس کا سب سے کمتر درجہ یہ ہے کہ ان سب کا نام لے کر ان کی طرف سے سو سو دفعہ استغفار کرنا۔
٨	والدین یا گھر والوں یا رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق میں کوتاہی۔	معذرت کرنے میں پہل کرنا اور جو اچھا سے اچھا ہدیہ ہوسکتا ہے ان کو پیش کرنا اور ان سے ملاقات میں اضافہ کرنا۔
٩	علم کے حصول میں کوتاہی برتنا خواہ مدرسہ میں ہو یا جامعہ یا اصحاب علم کے حلقوں میں حاضر ہوکر۔	اس بات کا عزم مصمم کرنا کہ وہ سونے کے وقت کو کم کرے گا اور ہر روز ایک گھنٹہ کسی کتاب کا مطالعہ کرکے یا کسی علمی پروگرام میں شرکت کرکے گذارے گا

۱۰	کسی مضمون میں فیل ہوجانا یا جتنے مارکس ہونے چاہئے اس میں کمی۔	کھانے اورسونے میں کمی کرنا مذاکرہ کے لئے جاگنے میں زیادتی کرنا، دوستوں سے ملنے میں کمی کرنے کا عزم مصمم کرنا خواہ ٹیلی فون سے ہو یا انٹرنیٹ کے ذریعہ یا براہ راست ملاقات کرکے، یہاں تک مطلوبہ نمبر حاصل ہوجائیں اور اگر عملی ذمیداریوں کے نبھانے سے پہلے نیند کا غلبہ ہوتوٹھنڈے پانی سےغسل کرنا۔
۱۱	دوران گفتگو دوستوں سے بالکل قطع تعلق۔	کائنات کے بارے میں غور کرنے کے لئے آدھے گھنٹے تک خاموشی برتنا، اوراس میں مزید اضافہ کرنا اگر انسان دوسروں سے قطع تعلق کرنے لگے۔
۱۲	جلد قیادت۔	اگر پولس گرفتار کرے تو مخالفت کی قیمت کے بقدر اس کا آدھا صدقہ کرنا، اور اپنے نفس کوایک دن یا دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کیلئے ان کھانوں سے محروم کرنا جس کو وہ پسند کرتا ہے۔
۱۳	حرام چیزوں کی طرف دیکھنا۔	اپنے سجدوں اور تنہائیوں میں اللہ کے خوف سے رونے کولازم کرلینا، قرآن مجیداوردنیا کے بارے میں دیر تک غور کرتے رہنا، اورجس کو وہ بہت پسند کرتا ہے اس کا صدقہ کرنا۔

۱۴	انٹرنیٹ یا ٹیلی ویژن پر فحشی چینلوں کا دیکھنا۔	جتنا ممکن ہو سکے ان دونوں چیزوں سے ایک عرصہ تک مکمل بائکاٹ کریں یہ سوچ کر کہ انسان ہاسپٹل میں بیمار ہے اور ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر گھر کی لابی وغیرہ میں رکھ دے، اور اس کا استعمال اسی وقت کرے جب دوسرے موجود ہوں اور جو ادارے رفاہی کام کرتے ہیں اور نوجوانوں کی شادیاں کراتے ہیں۔
		ان پر اپنی حیثیت کے مطابق صدقہ کرنا، اور مسلسل تین دن تک روزہ رکھنا تا کہ شہوات نفسانی پر روک لگ سکے۔
۱۵	تضیع اوقات۔	سورج طلوع اور غروب ہونے سے پہلے آذکار واوراد میں ایک لمحہ کے لئے بیٹھنا، پھر یومیہ نقشہ اور روٹین کو تعبدی ورزشی علمی اور خدماتی اعمال میں مصروف کرنا، مثلا اللہ کے لئے کسی کی زیارت کرنا، مریضوں کی عیادت کرنا، اور محتاجوں کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ۔

پیش لفظ

ہمارے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت رہنی چاہئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب تم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد کوئی نیکی کرلو، کہ کسی قدیم گناہ کوئی نیکی سے زیادہ جلدی ختم کرنے والی کسی چیز کو میں نے نہیں پایا۔

اور شاید عمری ربانی فہم اللہ تعالی کے اس قول سے مستنبط ہے :

{ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفِیَ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ }۔ (سورۃ ہود: ۱۱۴)

ترجمہ: نماز قائم کرو دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے ایک حصہ میں بیشک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔

امام احمدؒ اپنی سند سے حضرت معاذؓ سے روایت کرتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اے معاذ ہر گناہ کے بعد نیکی کرلیا کرو وہ اس کو ختم کر دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ'' (مسند احمد حدیث معاذ بن جبلؓ، ج۶ / ۳۰۰)۔

خلاصہ بحث

۱ــ محاسبہ کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی افکار اقوال وافعال کرنے کا اپنے رب سے عہد و پیمان کیا ہے خواہ اس کا تعلق اوامر کے اختیار کرنے اور نواہی سے بچنے کا ہو اس میں اپنے نفس سے رجوع کرنا، اس شریعت کے مطابق جس کے ذریعہ ہم اپنے آپ کو معاشرہ خاندان اور قوم کو اللہ کے رنگ میں رنگ دیں۔

۲ــ محاسبہ نفس ایک شرعی فریضہ اور واقعی ضرورت ہے اس پر نصوص قطعیہ اور عملی زندگی نے بڑا زور دیا ہے کہ محاسبہ نفس کے بغیر دنیا وآخرت میں کوئی کامیابی وکامرانی ممکن نہیں۔

۳ــ محاسبہ کے چار موضوع ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، جوانی، پوری عمر، مال کمانا اور خرچ کرنا،علم اور عمل سے اس کا جوڑ، البتہ محاسبہ کے معاملہ میں انسان کو دھوکہ نہیں کھانا چاہئے بلکہ اپنے آپ سے محاسبہ کرتا رہے کہ کیا ان چاروں پہلوؤں کو اپنے نفس خاندان معاشرہ اور وطن وأمت اور اپنے گرد وپیش کی دنیا کی اصلاح میں لگایا کہ نہیں تا کہ کامیابی کا دائرہ انفرادی اور اجتماعی دونوں پر محیط ہو۔

۴ــ محاسبہ کے چند درجات ہیں، چنانچہ اصحاب شمال لذتیں مفقود ہونے پر اپنا محاسبہ کرتے ہیں، رہی بات اصحاب یمین کی تو وہ اپنا محاسبہ واجبات کے ترک پر کرتے ہیں، لیکن مقربین حضرات مستحبات کے ترک پر بھی محاسبہ کرتے ہیں جس کو صوفیہ کی اصطلاح میں ''حسنات الأبرار سیئات المقربین کہ نیکوں کی نیکیاں مقربین کے لئے سیئات ہیں۔

۵ــ محاسبہ کے تین مراحل ہوتے ہیں عمل سے پہلے عمل کے دوران، اور عمل کے بعد، عمل سے پہلے اس لئے تا کہ اخلاص میں زور پیدا ہو، اور کوئی لغو بات نہ ہو، اور نہ ہی کوئی ضرر

لاحق ہو، اور انسان کی طاقت اور اس کی اولویات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ ایسے کام کرے جو اس کو دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچائے۔

عمل کے وران محاسبہ سے مقصود نیت کی سلامتی، حسن اتباع اور مکمل یقین اور پائے تمام تک رسائی، رہا عمل کے بعد محاسبہ تو اس کا مقصد شرعی مقاصد تک رسائی میں زور پیدا کرنا اور عمل میں جلا بخشنے کے لئے اس کی صحیح ادائیگی اور عمل کے بعد احسان نہ کرنے پر زور۔

۶ـــ مقربین حضرات اپنا محاسبہ عمل سے پہلے عمل کے دوران اور عمل کے بعد فوراً کرتے ہیں اور اصحاب یمین کے لئے سب سے کمتر درجہ یہ ہے کہ وہ اپنا محاسبہ ہر رات ہر ہفتہ ہر مہینے ہر سال اور اپنی عمر کے چالیسویں سال میں پہنچنے کے بعد بلکہ ہر حادثہ کے بعد اور بڑھاپے کے ظہور کے بعد کرتے رہتے ہیں۔

۷ـــ معاقبہ کا مفہوم : معاقبہ کا مطلب یہ ہے کہ نیکیاں کرنے کا اپنے آپ کو پابند بنائے، اور اللہ اور بندوں کے حقوق میں کوتاہی کی وجہ سے مباح چیزوں سے نفس کو محروم رکھے تاکہ نفس مکمل طور سے مطیع و فرمانبردار اور اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے لگے۔

۸ـــ اولی کے ترک پر معاقبہ کی شکلوں میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ جب وہ علم کی نسبت اللہ کی طرف کرنے میں چوک گئے، اور نبی اکرم ﷺ پر وحی کا رک جانا، جب آپ ﷺ مشیت کو اللہ کی طرف کرنا بھول گئے اسی طرح کعب بن مالک عمرو بن الخطاب اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہم نے بعض واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی پر جو اپنے نفس کا مؤاخذہ کیلئے کئے وہ بھی اسی کے قبیل سے ہیں۔

۹ـــ بعض صوفیاء سے مؤاخذہ نفس کی ایسی شکلیں منقول ہیں جو حد اعتدال سے باہر معلوم ہوتی ہیں جب کہ مؤاخذہ نفس سے مقصود مؤاخذہ ہے نہ کہ اپنے کو ہلاک کرنا ہے لہذا صحیح شرعی نصوص سے جو بات مترشح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مؤاخذہ نفس میں وسطیت اور اعتدال کا دامن

ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

۱۰– انسان سے گناہ سرزد ہونے پر یا واجبات میں کوتاہی پر مؤاخذہ نفس کے سلسلے میں کچھ عملی نمونے دیئے گئے ہیں، لہذا ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ اگر نفس راہ راست سے ہٹ جائے تو اس کو اس سے باز رکھنے کے لئے ایسی سخت سزا تجویز کرے جس سے وہ ربانی طریقہ اپنا لے۔